No. 25

پلڈاٹ

(جائزہ قانون سازی)

دسمبر 2015

قانون تحفظ گواہان سندھ 2013

موجودہ صورتحال

سندھ کا تحفظ گواہان کا قانون 2013، فوجداری مقدمات میں گواہان کو مکمل حکومتی تحفظ فراہم کرنے کی غرض سے صوبائی اسمبلی سندھ نے 18 ستمبر 2013 کو منظور کیا۔ تاہم، دو سال بعد بھی یہ قانون موثر اور یکساں عملدرآمد کے ذریعے اپنی موجودگی ظاہر نہ کر پایا ہے۔ اکتوبر 2014 میں محکمہ پولیس سندھ نے صوبائی حکومت کو گواہوں کے تحفظ کے یونٹ کے قیام اور اس کے لئے رقوم کی فراہمی کیلئے رسمی درخواست بھیجی ہے۔ اس کے جواب میں حکومت نے ایڈیشنل انسپکٹر جنرل، سی۔آئی۔ڈی، جو تحفظ گواہان بورڈ کے سیکرٹری بھی ہیں، کو اس مقصد کیلئے ایک اجلاس بلانے کی ہدایت کی ہے۔

لیجسلیٹو بریف کے بارے میں

اس بریف کا مقصد تحفظ گواہان کے موجودہ فریم ورک سے متعلق پس منظر، مقاصد، اور مسائل سمجھنے میں ارکان اسمبلی اور میڈیا کی معاونت کرنا ہے۔ اس کے تیار کرنے کا ایک مقصود اس بحث کا آغاز بھی ہے کہ جس کے نیتجے میں مختلف صوبائی اور وفاقی حکومتیں گواہان کے تحفظ کیلئے درکار قانون سازی کا آغاز کرسکیں۔

اظہار تشکر اور اظہار لاتعلقی

یہ بریف پلڈاٹ نے تیار کیا ہے اور اسے محترمہ عائشہ حامد، ایڈووکیٹ، لاہور ہائی کورٹ نے تحریر کیا ہے؛ اس پر نظر ثانی سینئر ایڈووکیٹ اور پاکستان بار کونسل کے وائس چیئرمین جناب اعظم نذیر تارڑ نے کی ہے۔ اس بریف کو پلڈاٹ نے پولیس، پراسکیوشن اور قانونی امداد میں اصلاحات کے منصوبے (Reforms in Police, Prosecution Service and Legal Aid Project) کے تحت شائع کیا ہے جس کیلئے اسے Enhanced Democratic Accountability and Civic Engagement (EDACE) کے تحت Development Alternatives Inc. (DAI) کا مالی تعاون حاصل رہا۔

اس بریف میں پیش کی گئی تمام آراء مصنف کی ہیں اور ضروری نہیں کہ یہ پلڈاٹ یا DAI کی آراء کی عکاس ہوں۔

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپیرنسی

نمایاں خصوصیات

۱۔ قانون تحفظ گواہان سندھ 2013 (جسے ازاں بعد 2013 کا قانون کہا جائے گا) کا مقصد گواہان کے تحفظ کا اہتمام کرنا ہے تاکہ فوجداری مقدمات میں گواہی دینے میں ان کی مدد کی جاسکے۔

۲۔ گواہ ایسا شخص ہے جس نے کسی سنگین جرم کے ارتکاب یا ممکنہ ارتکاب سے متعلق گواہی دی ہو یا گواہی دینے پر رضامند ہو یا جسے گواہی دینے کیلئے طلب کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ دھمکائے گئے گواہ سے مراد ایسا شخص ہے جس نے کسی سنگین جرم کے بارے میں گواہی دی ہو یا گواہی دینا ہو اور جس کی یا جس کے قریبی رشتہ دار کی جان و مال خطرے میں ہو۔

۴۔ تحفظ گواہان یونٹ کا مقصد تحفظ کردہ گواہ، یعنی ایسا شخص/گواہ جسے 2013 کے قانون کے تحت تحفظ حاصل ہو، کے تحفظ اور حفاظت کیلئے تحفظ گواہان پروگرام کو سہولت فراہم کرنا اور عملدرآمد کرانا ہے۔

۵۔ حکومت سندھ، تحفظ گواہان پالیسی وضع کرنے اور تحفظ گواہان یونٹ کے انصرام کی نگرانی پر مشاورت کیلئے تحفظ گواہان مشاورتی بورڈ قائم کرے گی۔

۶۔ تحفظ گواہان پروگرام میں شامل گواہان کے تحفظ کی درج ذیل صورتیں ہوسکتی ہیں:

i) گواہ کو ایک نئی شناخت اپنانے کی اجازت دینا
ii) مقدمے وغیرہ کے دوران گواہ کو اپنی شناخت ظاہر نہ کرنے کی اجازت دینا
iii) گواہ کو وڈیو کانفرنس کے ذریعے شہادت دینے کی اجازت دینا
iv) گواہ کی قیام گاہ کی تبدیلی
v) گواہ کو رہائش فراہم کرنا
vi) گواہ کی املاک کیلئے ٹرانسپورٹ کی فراہمی
vii) ذریعہ معاش کے حصول کیلئے گواہ کی مالی مدد
viii) تحفظ گواہان پروگرام میں شرکت کے دوران گواہ کے قتل ہونے کی صورت میں اس کے قانونی ورثا کو معاوضہ کی ادائیگی۔
ix) ایک مناسب عرصہ تک گواہ کی حفاظت کے انتظامات
x) مذکورہ بالا سہولیات اور/یا تحفظ گواہ کے اہل خانہ کو بھی فراہم کرنا، اگر وہ ایسا چاہے

۷۔ تحفظ گواہان یونٹ کا سربراہ ایڈیشنل انسپکٹر جنرل پولیس، سی۔آئی۔ڈی، سندھ بطور چیف وٹنس پروٹیکشن آفیسر ہوگا۔

۸۔ چیف وٹنس پروٹیکشن آفیسر، محکمہ داخلہ سندھ کے نمائندے، ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس، سپیشل برانچ، ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس ہیڈکوارٹرز اور متعلقہ رینج (جہاں مقدمہ درج ہوا ہو) کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس سمیت افسران کی ایک کمیٹی کی سفارشات پر غور کے بعد کسی گواہ کے تحفظ گواہان پروگرام میں شمولیت سے متعلق فیصلے کا ذمہ دار ہوگا۔

۹۔ کسی گواہ کو تحفظ گواہ پروگرام میں شامل کرنے سے قبل، چیف وٹنس پروٹیکشن آفیسر اس گواہ سے تحریری معاہدہ کرے گا۔

۱۰۔ تحفظ گواہ یونٹ کسی عدالت میں یہ درخواست دائر کرسکتا ہے کہ وہ کسی خاص شخص یا اشخاص کے گروہ کو پیدائش، اموات یا نکاح کے رجسٹر میں نئے اندراج کرانے کی اجازت دینے کا حکم جاری کرے اور/یا گواہ کو پہلے سے جاری قسم کی کوئی دستاویز نئی شناخت سے جاری کرے۔

۱۱۔ اگر عدالت مطمئن ہو کہ کسی شخص کی جان یا سلامتی کو اس کے بطور گواہ پیش ہونے سے کوئی خطرہ ہے تو وہ تحفظ گواہ کا حکم جاری کرسکتی ہے۔ اس صورت میں عدالتی کاروائی بند کمرے میں ہوگی اور کاروائی کا ریکارڈ سربمہر کردیا جائے گا۔

۱۲۔ چیف وٹنس پروٹیکشن آفیسر منجملہ درج ذیل وجوہات پر تحفظ گواہ کے معاہدے کو منسوخ کرسکتا ہے:

i) اگر تحفظ کردہ گواہ جان بوجھ کر تحفظ گواہ پروگرام سے متعلق کسی تقاضے یا وعدے کی خلاف ورزی کرے؛ یا
ii) گواہ جان بوجھ کر غلط معلومات فراہم کرے؛ یا
iii) گواہ کا رویہ کسی دوسرے تحفظ کردہ شخص کی حفاظت کو خطرے سے دوچار کرے۔

۱۳۔ کسی تحفظ شدہ گواہ کی شناخت یا جائے قیام کا افشاء کرنا جرم ہوگا۔

قانون تحفظ گواہان سندھ 2013

خلاصہ

قانون تحفظ گواہان سندھ 2013، جسے صوبائی اسمبلی سندھ نے 18 ستمبر 2013 کو منظور کیا، ابھی تک عملدرآمد کا منتظر ہے۔

پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی اور منظم جرائم کی شرح، گواہان کے تحفظ کا تقاضا کرتی ہے۔ پاکستان میں ان بدلتے ہوئے حالات میں، صوبہ سندھ نے اس مسئلے کے حل کیلئے 2013 میں قانون سازی کی۔ تحفظ گواہان پروگرام کیلئے قانون سازی اور اس پر عملدرآمد ضروری تھا۔ مثال کے طور پر سال 2014 کے دوران پنجاب میں نمٹائے جانے والے 247,827 فوجداری مقدمات میں سے ایک بڑی تعداد یعنی 30,642 مقدمات میں گواہان کے منحرف ہونے کی بناء پر ضابطہ فوجداری کی دفعہ 249-A کے تحت ملزمان بری ہو گئے اور سندھ میں بھی صورت حال ایسی ہی تھی۔ سندھ پہلا صوبہ ہے جہاں یہ قانون سازی ہوئی جس کی پورے ملک میں ضرورت ہے تاہم قانون پر عملدرآمد بھی اشد ضروری ہے۔

قانون کہتا ہے کہ اگر فوجداری نظام انصاف اس امر کا متقاضی ہو تو ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ بطور گواہ اپنی شہادت دے۔ تاہم ریاست کا بھی مساوی فرض ہے کہ وہ غیر ضروری دباؤ، گواہان اور ان کے قریبی عزیزوں کی جان و مال کو لاحق خطرات کے خلاف گواہان کو تحفظ فراہم کرے۔

2013 کے قانون کا تجزیہ

گواہان

دفعہ (2(n گواہ کی تعریف اس طرح بیان کرتی ہے کہ ایسا شخص جو کسی سنگین جرم کے ارتکاب یا ممکنہ ارتکاب سے متعلق کوئی بیان دے یا گواہی دے یا گواہی دینے پر رضامند ہو یا جسے گواہی دینے کیلئے کہا جائے۔ اس تعریف میں وہ شخص بھی شامل ہے جسے شہادت دینے والے شخص کے ساتھ تعلق یا رشتے کی وجہ سے تحفظ کی ضرورت ہے۔ دفعہ (2(n)(iv میں وہ شخص بھی شامل ہے جسے ''کسی دیگر وجہ سے قانون ہذا کے تحت تحفظ یا دیگر معاونت درکار ہے۔'' کچھ ممالک کے تحفظ گواہان کے قوانین میں تو تحفظ کے حقدار افراد میں جج صاحبان، پراسیکیوٹرز، پولیس اور کچھ معاملات میں صحافی حضرات بھی شامل ہیں۔ جہاں تک فوجداری نظام انصاف سے ان کے کام کے تعلق کا معاملہ ہے تو ایسے جج صاحبان، پراسیکیوٹرز، پولیس اہلکاران اور صحافی حضرات، جن کو خطرہ لاحق ہے، کی تعداد کے بارے میں کوئی مصدقہ اعداد و شمار دستیاب نہ ہیں۔ تاہم، ہم سب اس حوالے سے سنی سنائی گواہی کے بارے میں جانتے ہیں۔ سندھ میں فوجداری نظام انصاف سے متعلق جج صاحبان، پراسیکیوٹرز، پولیس اور/یا صحافیوں کے قتل کے بارے میں رپورٹیں، مثال کے طور پر صحافی ولی خان بابر کے قتل کے گواہان کے قتل، تلخ زمینی حقائق کی جانب اشارہ کرتی ہیں۔ دفعہ (2(n)(iv میں ''گواہ'' کی تعریف کو وسعت دینے کی ضرورت ہے تاکہ حساس، دہشت گردی کے بڑے واقعات یا منظم جرائم سے متعلق مقدمات سے منسلک جج صاحبان، پراسیکیوٹرز، پولیس اہلکاران اور/یا صحافی حضرات کو بھی تحفظ فراہم کیا جا سکے۔

2013 کے قانون پر عملدرآمد

پاکستان کے تناظر میں گواہان کو نئی شناخت دینا اور جائے رہائش کی تبدیلی درج ذیل وجوہات کی بناء پر ناقابل عمل دکھائی دیتی ہے۔

۱۔ نئی شناخت کے ساتھ گواہان کے جائے رہائش کی تبدیلی کے لئے غیر معمولی رقم درکار ہے تاکہ گواہان اور ان کے اہل خانہ کو ان کی موجودہ جائے رہائش سے کسی محفوظ جگہ منتقل کیا جا سکے، رہائش اور ملازمت تلاش کرنے میں مدد کی جا سکے اور جب تک گواہ اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہو جاتا، اسے کسی قسم کا زرتلافی دیا جا سکے۔

۲۔ جو پولیس اہلکاران تحفظ گواہان پروگرام سے منسلک ہوتے ہیں، ان پر عموماً بدعنوانی اور گواہوں کو دھمکانے کے الزامات لگائے جاتے ہیں۔

۳۔ گواہوں کے اپنے اہل خانہ کے علاوہ قریبی عزیز و اقارب ہوتے ہیں اور دیگر سماجی ذمہ داریاں ہوتی ہیں جن سے گواہوں اور ان کے اہل خانہ کو پوری طرح علیحدہ نہیں کیا جا سکتا اور اس طرح تحفظ گواہان پروگرام پر کامیاب عملدرآمد کیلئے درکار رازداری فاش ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ سوال اٹھتا ہے کہ نئی شناخت والے گواہ کے حق وراثت کا کیا ہوگا؟ کیا ریاست تحفظ کردہ فرد کو کسی خاص جائیداد کے حق وراثت کے نقصان کا ازالہ کرنے کی ذمہ دار ہوگی۔ ایک تحفظ کردہ شخص زرتلافی کی کس حد تک توقع رکھ سکتا ہے؟

بجٹ

2013 کے پورے قانون میں کہیں بھی تحفظ گواہان یونٹ کیلئے بجٹ کے حوالے سے کوئی اہتمام نہیں ہے۔ قانون کی دفعہ (c)(3)5 بالواسطہ طور پر اس جانب اشارہ کرتی ہے کہ تحفظ گواہان یونٹ کے تخمینہ جات بجٹ کی منظوری کا اختیار تحفظ گواہان مشاورتی بورڈ کے پاس ہو گا۔ 2013 کے قانون کی دفعہ (1)6 اس امر کا اہتمام کرتی ہے کہ محکمہ داخلہ سندھ میں ایک تحفظ گواہان یونٹ قائم کیا جائے گا۔ لہذا، یونٹ کو بجٹ، محکمہ داخلہ کی جانب سے دیا جائے گا۔ اس کی تائید ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس (فنانس) کے خط سے بھی ہوتی ہے، جس میں ایڈیشنل چیف سیکرٹری، محکمہ داخلہ سندھ سے درخواست کی گئی تھی کہ ''سندھ پولیس، میں ''تحفظ گواہان یونٹ'' کے قیام کیلئے ''ایک سو ملین روپے کی رقم مختص کرنے کیلئے حکومت سے درخواست کی جائے۔'' یہ بات قابل ذکر ہے کہ 2013 کے قانون کی منظوری سندھ

قانون تحفظ گواہان سندھ 2013

اسمبلی نے 18 ستمبر 2013 کو دی تھی اور اس کی گورنر سندھ نے 30 اکتوبر 2013 کو توثیق کر دی تھی لیکن تحفظ گواہان یونٹ کے لئے بجٹ کی منظوری کی ابتدائی درخواست پورے ایک سال بعد کی گئی۔ قدرتی بات ہے کہ بجٹ کے بغیر تحفظ گواہان یونٹ کام شروع نہیں کر سکتا۔

محکمہ داخلہ، حکومت سندھ ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس (فنانس) کی ایک اور درخواست کا جواب دیتے ہوئے لکھا کہ 16-2015 کے مالی سال کیلئے بجٹ جاری کرنے سے قبل، حکومت کو تحفظ گواہان مشاورتی بورڈ کا قیام عمل میں لانا تھا اور ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس سی۔ آئی۔ ڈی کو کہا جائے کہ وہ تحفظ گواہان یونٹ کے قیام کیلئے مذکورہ بورڈ کا اجلاس طلب کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومت سندھ 2013 کے قانون کے نفاذ سے دو سال تک تحفظ گواہان مشاورتی بورڈ اور تحفظ گواہان یونٹ قائم کرنے میں ناکام رہی ہے۔ آج تک اس مقصد کیلئے بجٹ تک مختص نہیں ہوا۔ 2013 کے قانون پر عملدرآمد میں سیاسی عزم نظر نہیں آتا۔ عملدرآمد نہ ہونے سے 2013 کے قانون پر مختلف تنقیدی آراء یا تجاویز محض کتابی بحث ہیں۔

قواعد وضوابط

دفعہ 29، حکومت کو 2013 کے قانون کے مقاصد کے حصول کیلئے قواعد وضع کرنے کا اختیار دیتی ہے۔ حکومت سندھ اب تک یہ قواعد وضع کرنے میں ناکام رہی ہے۔ مقننہ کسی بھی قانون میں محض بنیادی رہنما اصول وضع کرتی ہے جبکہ تفصیلات کو قواعد وضوابط میں طے کیا جاتا ہے۔ ان قواعد کی غیر موجودگی میں 2013 کے قانون پر موثر عملدرآمد نہیں ہو سکتا۔ مثال کے طور پر 2013 کے قانون کی دفعہ (b)12 کے مطابق تحفظ گواہان یونٹ کی ایک ذمہ داری یہ ہوگی کہ وہ تحفظ گواہان پروگرام میں شمولیت کیلئے طریق کار کا تعین کرے۔ یہ تحفظ گواہان پروگرام پر عملدرآمد کی بنیادی شرط ہے اور قواعد وضوابط اور/ یا گائیڈ لائن کی غیر موجودگی میں 2013 کے قانون پر عملدرآمد کیلئے اس بنیادی اقدام پر کوئی پیش رفت نہ ہوئی ہے۔

تحفظ گواہان پروگرام سے کسی تحفظ کردہ فرد کا اخراج

دفعہ (b)(1)18، چیف وٹنس پروٹیکشن آفیسر کو اختیار دیتی ہے کہ وہ وجوہات بیان کر کے کسی شخص کے تحفظ گواہ معاہدے کو منسوخ کر دے۔ دفعہ 19 کے مطابق جو شخص چیف وٹنس پروٹیکشن آفیسر کے کسی فیصلے یا اقدام سے متاثر ہو، حکومت سے اس فیصلے یا اقدام پر نظرثانی کی درخواست کر سکتا ہے۔ تحفظ گواہان معاہدے کی منسوخی کا اختیار صرف چیف وٹنس پروٹیکشن آفیسر کو نہیں دینا چاہیے۔ تحفظ کردہ شخص، تعریف کے لحاظ سے، غیر محفوظ ہے لہذا معاملہ طے کرنے کی غیر مساوی حیثیت رکھتا ہے۔ تحفظ گواہان معاہدے کی منسوخی کے لحاظ سے اس کی شکایت کا ازالہ مکمل طور پر نا کافی ہے۔ ایک دھمکایا ہوا گواہ، جو اپنی جان اور اپنی املاک کو خطرے میں ڈالے بغیر عدالت سے رجوع نہیں کر سکتا اور/ یا اپنی شناخت کو ظاہر نہیں کر سکتا، اس حوالے سے چیف وٹنس پروٹیکشن آفیسر کے فیصلے کے خلاف نظرثانی کیلئے حکومت تک موثر انداز سے رسائی نہیں کر سکتا۔ بہترین صورت یہ ہے کہ تحفظ گواہ معاہدہ کی منسوخی کا فیصلہ، متاثرہ شخص کو نوٹس دینے اور شنوائی کا موقع دینے کے بعد تحفظ گواہان مشاورتی بورڈ کرے۔

بدعنوانی

2013 کے قانون کی دفعہ 22، تحفظ کردہ شخص سے متعلق معلومات کے افشاء کو جرم قرار دیتی ہے۔ تاہم، دفعہ (c)(2)22، چیف وٹنس پروٹیکشن آفیسر کو اجازت دیتی ہے کہ اگر تحفظ کردہ شخص کسی سنگین جرم میں زیر تفتیش ہو یا گرفتار ہو یا اس پر ایسے جرم کا الزام ہو تو وہ اس صورت میں معلومات افشاء کر سکتا ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ تحفظ کردہ فرد کو اپنی نئی شناخت یا جائے مقام کے حوالے سے معلومات کے افشاء کرنے کے فیصلے کے خلاف کوئی موثر دادرسی حاصل نہ ہے۔ ایسا ممکن ہے کہ سابقہ گینگ رکن یا شریک ملزمان وغیرہ تحفظ کردہ شخص کے خلاف جھوٹی ایف۔ آئی۔ آر درج کروا دیں تا کہ اس کے خلاف تفتیش شروع ہو جائے جس کے نتیجے میں تحفظ کردہ شخص منظر عام پر آ جائے۔ لہذا، ایسی معلومات کا افشاء کرنا بھی تحفظ گواہان مشاورتی بورڈ کی نگرانی میں ہونا چاہیے۔ 2013 کے قانون کی دفعہ (4)22 کے مطابق، تحفظ کردہ شخص کی شناخت یا معلومات کے حوالے سے ہونے والے جرم کیلئے 20 سال تک کی سزائے قید دی جا سکتی ہے۔

دیگر ممالک کے تحفظ گواہان کے قوانین سے موازنہ

اس وقت بھارت میں تحفظ گواہان کا قانون موجود نہیں ہے۔ گواہان کے تحفظ کی کوششیں غیر مربوط ہیں؛ مثال کے طور پر قانون (روک تھام) دہشت گرد کاروائیاں 1987 اور انسداد دہشت گردی قانون 2002 کے تحت عدالتیں گواہ کی شناخت اور پتے کو خفیہ رکھنے کیلئے اپنی کاروائی بند کمرے میں کر سکتی ہیں۔

امریکا میں وفاقی تحفظ گواہان پروگرام 1970 سے قائم ہے (ملاحظہ فرمایئے قانون روک تھام منظم جرائم 1970)۔ امریکی مارشل سروس یہ پروگرام چلاتی ہے۔ 1971 سے 2013 کے دوران، امریکی مارشل سروس نے 8500 گواہان اور 9900 اہل خانہ کو تحفظ فراہم کیا ہے۔ 2015 کے مالی سال کے لئے امریکی مارشل سروس کا بجٹ 1.195 بلین ڈالر ہے (تنخواہیں اور اخراجات)۔

برطانیہ نے 2012 میں ''برطانوی تحفظ کردہ افراد سروس'' کا آغاز کیا۔ اس کا بجٹ 20 ملین پاؤنڈ سالانہ ہے۔

قانون تحفظ گواہان سندھ 2013

یہ امر قابل ذکر ہے کہ امریکا اور برطانیہ کے تحفظ گواہان پروگرام کے بنیادی عناصر 2013 کے قانون میں موجود ہیں جیسے جائے رہائش کی تبدیلی، نئی شناخت، وڈیو لنک وغیرہ؛ اصل فرق اس مقصد کیلئے مختص بجٹ میں ہے۔

ارکان اسمبلی کیلئے سفارشات

۱۔ تحفظ گواہان پروگرام کے موثر ہونے کی نگرانی کیلئے سندھ اسمبلی کو (2013 کے قانون میں ضروری ترامیم کے ذریعے) ''جائزہ کمیٹی'' تشکیل دینی چاہیے۔ اس طرح پولیس کی جانب سے چلائے جانے والے تحفظ گواہان پروگرام کے ممکنہ ''خطرات'' کم ہو جائیں گے۔

۲۔ سندھ حکومت کو چاہیے کہ تحفظ گواہان پروگرام کیلئے حقیقت پسندانہ اور کافی بجٹ مختص کئے جانے کو یقینی بنائے تاکہ گواہوں کی جائے رہائش کی تبدیلی اور نئی شناخت کیلئے درکار رقوم دستیاب ہو سکیں۔

۳۔ تمام ضلعی عدالتوں میں محفوظ مقام سے وڈیو لنک کے ذریعے ایسے گواہان کی شہادت ریکارڈ کرنے جیسے عملی اقدامات ترجیحی بنیادوں پر کئے جائیں۔ یہ بالکل قابل عمل ہے جس پر مختصر عرصے میں عمل کیا جا سکتا ہے اور اس طرح کرنے سے گواہی کا عمل نسبتاً کم تکلیف دہ اور محفوظ ہو جائے گا۔

۴۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مقدمے کی کاروائی کو تیزی سے مکمل کیا جائے؛ مقدمہ جتنا زیادہ طویل ہوگا، گواہ اتنا زیادہ خطرے میں رہے گا۔ پاکستانی شہریوں کو ''سستے اور فوری انصاف'' کی ضمانت، پالیسی اصولوں کے تحت آئین کے آرٹیکل (d)37 میں دی گئی ہے۔ یہ تمام شہریوں کا حق ہے تاہم حساس/خطرناک مقدمات سے منسلک گواہان، جج صاحبان، پراسیکیوٹرز اور پولیس کے حوالے سے یہ حق خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ طویل مقدمہ خطرناک اور دباؤ کا حامل ہوتا ہے۔ کاروائی بند کمرے میں اور ایک مخصوص طے شدہ مدت کے دوران روزانہ کی بنیاد پر ہونی چاہیے۔

۵۔ 2013 کے قانون میں یہ ترمیم ہونی چاہیے کہ تحفظ گواہان پروگرام کی منسوخی کے فیصلے کا اختیار تحفظ گواہان مشاورتی بورڈ کے پاس ہو نہ کہ چیف وٹنس پروٹیکشن آفیسر یہ فیصلہ کرے نیز بورڈ یہ فیصلہ تحفظ کردہ شخص کو نوٹس اور شنوائی کا موقع دینے کے بعد کرے۔

۶۔ 2013 کے قانون میں ترمیم ہونی چاہیے کہ تحفظ کردہ شخص کی شناخت اور جائے رہائش سے متعلق معلومات کے افشاء کا فیصلہ چیف وٹنس پروٹیکشن آفیسر کی بجائے تحفظ گواہان مشاورتی بورڈ، تحفظ کردہ شخص کو نوٹس اور شنوائی کا موقع دینے کے بعد کرے۔

۷۔ 2013 کے قانون میں یہ ترمیم ہونی چاہیے کہ تحفظ گواہان پروگرام کیلئے علیحدہ بجٹ مختص کیا جائے۔ یہ بجٹ محکمہ داخلہ سندھ کیلئے مختص بجٹ سے علیحدہ ہونا چاہیے۔